كلمة المدير

وائس چانسلر جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کا شرمناک اقدام

حکومت پاکستان ناخواندگی کے خاتمے اور تعلیمی معیار کو بلند کرنے کیلئے گاہے بگاہے مختلف اقدامات اٹھاتی رہتی ہے۔ ان میں بعض تعلیمی اداروں کی خودمختاری اور کالجوں کو یونیورسٹی کا درجہ دینا بھی شامل ہے۔ تاکہ یہ ادارے ہر قسم کے دباؤ سے بالاتر ہو کر مکمل یکسوئی سے اپنا کام کریں۔ ایسے ماہرین تیار کریں، جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں۔ علمی پختگی کے ساتھ ساتھ پاکستان کے وفادار اور اس سے گہری نظریاتی وابستگی کے حامل ہوں۔ یہ بات قابل اطمینان ہے کہ پاکستان کے اکثر تعلیمی ادارے اس بات کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ذمہ داران، اساتذہ کرام اور زیر تعلیم طلبہ وطالبات کی اکثریت نہ صرف محبِ وطن ہیں، بلکہ اسلام کے ساتھ والہانہ جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ شوکت اسلام اور ناموسِ رسالت پر جان کی بازی لگانے کو سعادت سمجھتے ہیں۔ ان کا ذاتی عمل کیسا ہی کیوں نہ ہو، لیکن اسلام کے خلاف توہین آمیز رویہ ہرگز برداشت نہیں کرتے۔ یہ جذبہ قابل قدر اور لائق تحسین ہے۔

لیکن بعض خودمختار اور کالج سے یونیورسٹی کا درجہ پانے والے ادارے اپنی حدود سے تجاوز بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے ایسے اقدام اٹھائے ہیں، جو اخلاقی، قانونی، سماجی، ثقافتی اور شرعی اعتبار سے قابل مواخذہ ہیں۔ ان میں پیش پیش وائس چانسلر جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کا وہ شرمناک قدم ہے، جس میں انہوں نے نصاب میں تبدیلی لاتے ہوئے ہوم اکنامکس کی طالبات کیلئے میوزک (موسیقی) کی کلاس لازمی قرار دی ہے۔

اس پر تمام دینی اور سماجی حلقوں میں شدید ردِعمل کا اظہار کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنا فیصلہ واپس لیں۔ لیکن موصوف کا اصرار ہے کہ وہ اس کی تنفیذ کر کے رہیں گے اور موسیقی کی تعلیم لازمی دیں گے۔

یہی وہ جبر اور زبردستی ہے، جسے عرفِ عام میں انتہا پسندی کہا جاتا ہے۔ جس کی مذمت آئے روز روشن خیال صدر مملکت اور ان کے تمام اعیان حکومت کرتے ہیں، بلکہ انتہا پسندی کو جڑ سے اکھاڑنے اور اسے دریا برد کرنے کیلئے عوام سے تعاون کی اپیلیں کی جاتی ہیں اور یہ باور کرایا جاتا ہے کہ چند انتہا پسند اقلیت کو اکثریت پر مسلط ہونے نہیں دیا جائے گا۔ لیکن تعجب ہے کہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کا وائس چانسلر فرد واحد ہو کر پورے فیصل آباد کو یرغمال بنالے اور موسیقی کی کلاس کو طالبات کیلئے لازمی قرار دے، تو وہ انتہا پسند کی تعریف میں نہیں آتا اور نہ ہی اس کا مواخذہ ہوتا ہے۔ یہ بات تو اب طے ہو چکی ہے کہ جو شخص جتنی بڑی بے حیائی کو فروغ دے گا، وہ اتنا ہی بڑا روشن خیال اور حکومت کی آنکھ کا تارہ ہوگا۔

اس قبیل کے لوگوں کی پرورش جس ماحول میں ہوتی ہے، وہاں صبح صبح

راگ راگنی کی ریاضت ہوتی ہے اوران کے ہاں موسیقی عبادت کا درجہ رکھتی ہے اور موسیقی ان کی روح کی غذا ہے۔لہٰذا اپنے فرسودہ اور باطل نظریات کو ہر جگہ زبردستی ٹھونسا جاتا ہے۔اسلامی تعلیمات ان کے ہاں کوئی وقعت نہیں رکھتی اور آپ ﷺ کے فرامین کا یہ لوگ تمسخر اڑاتے ہیں اور ان کے حاملین کو رجعت پسندی کا طعنہ دیتے ہیں۔

اسلام کی نظر میں موسیقی کا کیا مقام ہے۔اس کیلئے سورۃ لقمان آیت نمبر۶ پر غور کرلینا ہی کافی ہے۔فرمایا:﴿ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین﴾''اور بعض لوگ ایسے ہیں' جولغو باتوں (آلاتِ موسیقی) کوخرید لیتے ہیں۔تا کہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بغیر علم کے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں۔ایسے لوگوں کیلئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ﴿لھو الحدیث﴾ سے مراد﴿ھو. والله. الغناء﴾ اللہ کی قسم اس سے مراد گانا بجانا ہے اور اکثر مفسرین نے اس کی تائید کی ہے۔جولوگ یہ کام کرتے ہیں' قرآن حکیم نے انہیں جاہل سے تعبیر کیا ہے اور جاہل لوگوں کو گمراہ نہیں کرے گا تو اور کیا کرے گا؟

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے نشاندہی فرمائی ہے کہ''قیامت کے قریب ایسے (روشن خیال) ہونگے جو بدکاری' ریشم زیب تن کرنا اور موسیقی کو حلال قرار دیں گے۔''(بخاری)

اس پیشین گوئی کے مصداق وائس چانسلر کیوں بن رہے ہیں؟ اگر انہیں اپنا شوق پورا کرنے پر اصرار ہے تو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی سن لیں۔ حیلہ سازی کے ذریعے شراب نوشی کرنے والے اور موسیقی کے رسیا﴿یخسف اللّٰہ بھم الارض ویجعل منھم القردۃ والخنازیر﴾(ابن ماجہ باسناد صحیح)''اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان کی شکلیں مسخ کرتے ہوئے بندر اور خنازیر بنا دے گا۔''

ہم وائس چانسلر سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے موقف سے تائب ہو جائیں۔تا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کے مصداق نہ بنیں۔لیکن یہ سب کچھ تو صاحب ایمان کیلئے ہے۔جس کے دل میں محبت رسول ﷺ ہو کیونکر موسیقی اور میوزک کو پسند کرے گا۔

لیکن یہاں بات پسند ناپسند کی نہیں ہے' بلکہ اپنے دنیاوی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے بڑے سے بڑا بے حیاء اور بے غیرت بننے کی ہے' تا کہ یہ باور کروایا جاسکے کہ ان کے گماشتے اپنے آقاؤں سے بھی دوقدم آگے ہیں اور اپنی نوکری کو پکا کرنے کیلئے لغو اور بیہودہ پروگرام مرتب کرتے ہیں اور قوم کی بیٹیوں کو تختہ مشق بناتے ہیں۔یہ اقدام کوئی بے غیرت اور بے حیاء انسان ہی اٹھا سکتا ہے۔جس کا دامن خوف خدا سے عاری اور حب رسول ﷺ سے خالی ہو۔

نامعلوم ایسے جہلاء کلیدی عہدوں پر کیسے براجمان ہو جاتے ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ان بڑے عہدوں کے لئے انتخاب کرتے وقت اسلام بیزار' بے دین افراد کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے' تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ الحاد کو فروغ دے سکیں۔

پنجاب کے وزیر تعلیم ایک دینی گھرانے کے چشم و چراغ اور صاحب درد ہیں۔ان سے گزارش ہے کہ وہ خود اس کا نوٹس لیں اور خودمختاری کی آڑ میں ہندو دھرم کی شرمعات کا راستہ روکیں۔ اسی طرح گورنر پنجاب جو کہ اس یونیورسٹی کے چانسلر ہیں' ان سے بھی التماس ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کریں اور پاکستان کی اسلامی نظریاتی اساس کا تحفظ کریں۔جس کا حلف انہوں نے اٹھایا ہے اور وائس چانسلر کو نکیل ڈالیں' تا کہ فیصل آباد کی پرامن فضا مکدر نہ ہو۔امید ہے ذمہ دارانِ حکومت ہماری معروضات پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے۔